مولانا زاہد الراشدی

حضرات صحابہ کرامؓ اور ان کا اسوہ حسنہ

محرم الحرام کے آخری عشرہ کے دوران چوک فاروق اعظمؓ کھیالی دروازہ گوجرانوالہ کی جامع مسجد خلافت راشدہؓ میں تحفظ ناموس صحابہؓ و اہل بیتؓ کے عنوان سے ہر سال دو روزہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ اس کانفرنس کا آغاز اٹھارہ سال قبل خطیب شہر مولانا زاہد الراشدی' علاقہ کے ممتاز سماجی راہ نما خلیفہ محمد اسلم کونسلر میونسپل کارپوریشن اور ان کے رفقاء نے کیا تھا' اس سے ہر سال اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر دیوبندی' بریلوی اور اہلحدیث کے سرکردہ علماء کرام خطاب کرتے ہیں اور عوام کی بڑی تعداد شریک ہوتی ہے' یہ کانفرنس پابندی کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے اور اس سال اس کانفرنس سے سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری کے علاوہ مولانا زاہد الراشدی' مولانا سید چراغ الدین شاہ' علامہ عبدالوحید ربانی' مولانا محمد اعظم' مولانا عبد الوکیل خانپوری' قاری عبد الحفیظ فیصل آبادی' قاری طفیل احمد رضوی' قاری جاوید اختر فیصل آبادی' مولانا محمد نعیم بٹ' مولانا محمد ریاض خان سواتی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ ۱۵ مئی ۹۹ء کو کانفرنس کی پہلی نشست سے مولانا زاحد الراشدی کے خطاب کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعد الحمد والصلوۃ

سب سے پہلے خلیفہ محمد اسلم صاحب اور ان کے رفقاء کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اٹھارہ سال قبل جس نیک کام کا انہوں نے آغاز کیا تھا اسے وہ تسلسل کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں' یہ بہت بڑی بات ہے خدا کرے کہ یہ عمل تا دیر جاری رہے اور جن مقاصد کے لیے یہ شروع کیا گیا تھا ان کی تکمیل کے لیے ہم عملاً آگے بڑھ سکیں آمین۔

یہ اجتماع حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور خدمات کے تذکرہ کے لیے منعقد ہوتا ہے اور آج بھی ہم اسی مقصد کے لیے جمع ہیں صحابہ کرامؓ ہوں' اہل بیتؓ ہوں' یا دیگر بزرگان دین ان کے تذکرہ اور یاد کے بہت سے فوائد ہیں' اس سے ہم اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں' ان بزرگوں کے ساتھ اپنی نسبت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے نقش پا سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں اور میرے خیال میں سب سے بڑا مقصد اور فائدہ یہی ہے کہ ہم ان سے راہ نمائی حاصل کریں اور ان صاف اور شفاف آئینوں میں اپنے چہرے کو دیکھ کر اپنی کمزوریوں اور خامیوں سے آگاہی حاصل کریں تا کہ اپنی اصلاح کر سکیں۔

اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اس وقت عالمی اور ملکی سطح پر ہم جن گھمبیر مسائل سے دو چار ہیں اور جن مشکلات و مصائب نے ہمیں گھیر رکھا ہے ان میں ان بزرگوں سے ہمیں کیا راہ نمائی ملتی ہے اور اسی حوالہ سے آج کی محفل میں کچھ مختصر گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آج ہمیں ملکی اور قومی سطح پر جس سنگین مسئلہ کا سامنا ہے وہ احتساب کا مسئلہ ہے لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری ہے اور ہم ایک دوسرے کا احتساب نہیں کر پا رہے' آیئے احتساب کے حوالہ سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اسوہ سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سریر آرائے خلافت ہونے کے بعد اپنے عمال' گورنروں اور افسران کو یہ ہدایت جاری کر دی تھی کہ کوئی حاکم یا افسر ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہو گا۔ باریک لباس نہیں پہنے گا۔ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائے گا اور اپنے دروازے پر ڈیوڑھی نہیں بنائے گا یہ اس دور میں معاشرتی امتیاز کی علامتیں تھیں جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنے حکام اور افسروں کے لیے ممنوع قرار دے دیا اور میں اس کی تعبیریوں کیا کرتا ہوں کہ حضرت عمرؓ نے وی آئی پی کلچر کی نفی کر دی اور ملک کے حاکموں اور افسروں کو پابند کر دیا کہ وہ خوراک' لباس' رہائش' اور سواری میں عام شہروں سے الگ کوئی امتیازی حیثیت اختیار نہیں کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے یہ حکم نافذ کیا اور اس پر عمل بھی کر کے دکھایا حتیٰ کہ کہیں سے خلاف ورزی کی اطلاع ملی تو سخت تادیبی کاروائی کی' انہیں شکایت ملی کہ کوفہ کے گورنر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے گھر کے دروازے پر ایک چھتا سا بنا رکھا ہے حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے اپنا نمائندہ بھیجا اس دور میں اس قسم کی ڈیوٹی عام طور پر حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ سر انجام دیا کرتے تھے۔ جن کے بارے میں کہا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے سب سے پہلے آئی جی پولیس تھے' وہ کوفہ گئے اور گورنر ہاؤس کا معائنہ کیا۔ شکایت درست تھی کہ گورنر ہاؤس کے دروازے پر ایک چھتا سا بنا ہوا تھا جو امیر المومنین کی ہدایت کے منافی تھا چنانچہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق ان کے نمائندے نے اس چھتے کو آگ لگا دی اور گورنر کوفہ کو آگ کے دھوئیں سے پتہ چلا کہ ان کے دروازے کا چھت

نذر آتش کیا جا چکا ہے اس طرح ایک اور گورنر حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ کے بارے میں شکایت ملی کہ انہوں نے باریک لباس پہننا شروع کر دیا ہے وہ جزیرہ کے گورنر تھے' حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے نمائندہ بھیجا اور اسے ہدایت کی کہ اگر گورنر جزیرہ نے عام لوگوں سے مختلف لباس پہن رکھا ہو تو اسی حالت میں انہیں مدینہ منورہ لے آؤ۔ تفتیشی افسر جزیرہ پہنچا اور گورنر صاحب کو دیکھا کہ واقعی انہوں نے امیر المومنین کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باریک لباس پہن رکھا ہے۔ چنانچہ انہیں اسی کیفیت میں مدینہ منورہ لے جایا گیا' امیر المومنین حضرت عمرؓ نے انہیں سرزنش کی اور بطور سزا بکری کے بالوں سے بنا ہوا چغا ننگے بدن پہنا کر چھ ماہ تک بیت المال کی بکریاں چرانے کا حکم دیا' گورنر جزیرہ حضرت عیاض بن غنمؓ نے یہ سزا بھگتی اور اس کے بعد پھر اپنے عہدہ پر بحال ہو کر جزیرہ واپس چلے گئے۔

احتساب اس کا نام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ علیہ نے اس کی واضح مثال پیش کی لیکن وہ یہ احتساب اس لیے کر پائے تھے کہ قواعد و ضوابط کی خود بھی پابندی کرتے تھے اور انہوں نے خود کو اس سے مستثنیٰ نہیں کر رکھا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بار بیمار ہو گئے انتڑیوں میں سوزش تھی' معالجوں نے دیکھا تو کہا کہ خشک روٹی کھاتے کھاتے انتڑیوں میں خشکی ہو گئی ہے چند روز زیتون کا تیل استعمال کریں تو شکایت دور ہو جائے گی' فرمایا کہ میرے پاس تو زیتون کا تیل استعمال کرنے کی گنجائش نہیں ہے' کسی نے کہہ دیا کہ حضرت! بیت المال میں زیتون کا تیل موجود ہے وہاں سے لے لیں' بیت المال کے انچارج کو بلایا اور پوچھا کہ سرکاری خزانے میں زیتون کا تیل موجود ہے؟ اس نے کہا کہ خاصی مقدار میں ہے امیر المومنینؓ نے دریافت کیا کہ مدینہ منورہ کے سب لوگوں میں تقسیم کیا جائے تو میرے حصے میں کتنا آئے گا۔ بیت المال کے انچارج نے جواب دیا کہ وہ تو بہت تھوڑا ہو گا اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ "جتنا مرضی گڑگڑاتا رہ! ملے گا وہی جو تیرا حصہ بنتا ہے"

یہی وہ قوت ہے جس نے حضرت عمرؓ کے کوڑے سے وسیع و عریض ملک کے ہر افسر اور ہر شہری کو لرزہ براندام کر رکھا تھا آج بھی اگر ہم احتساب کرنا چاہتے ہیں تو اسی راستے پر چلنا ہو گا اور اسی اسوہ کو اپنانا ہو گا یہ تو میں نے ملکی مسائل کے حوالہ سے ذکر کیا ہے ایک بات عالمی حال کے پس منظر میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم ممالک نے باہمی تنازعات میں کیا طرز اختیار کر رکھا ہے؟ حضرات صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ تنازعہ اور محاذ آرائی حضرت علی کرام اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رہی ہے دونوں آمنے سامنے تھے۔ ان میں جنگ بھی ہوئی ہے اور ایک دوسرے سے مخاصمت اور محاذ آرائی بھی رہی ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی واقعہ ہے کہ جب ان کی باہمی جنگ سے ایک تیسری قوت نے فائدہ اٹھانا چاہا تو اسے کامیابی نہیں ہوئی' روم اس وقت کا امریکہ تھا اور سپر پاور شمار ہوتا تھا' روم کے قیصر نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی باہمی جنگ کو دیکھتے ہوئے حضرت معاویہؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت علیؓ کے خلاف جنگ میں حضرت معاویہؓ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے' آج کا زمانہ ہوتا تو خدا جانے کیا کچھ ہو جاتا مگر حضرت معاویہؓ نے روم کے حکمران کو جو جواب دیا وہ ہماری ملی تاریخ کا ایک روشن عنوان ہے اور آج ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے انہوں نے روم کے قیصر کو جواب دیا کہ ان کی اور حضرت علیؓ کی لڑائی بھائیوں کی لڑائی ہے اور اس سے کسی اور کو فائدہ اٹھانے کا نہیں سوچنا چاہیے روایات کے مطابق حضرت معاویہؓ کے جواب میں یہ جملہ بھی شامل تھا کہ

اگر رومی لشکر نے حضرت علیؓ کے خلاف کوئی کاروائی کی تو حضرت علیؓ کے پرچم تلے رومی فوج کے خلاف لڑتے ہوئے جو پہلا سپاہی شہید ہو گا وہ معاویہؓ ہو گا" حضرت معاویہؓ کے اس تاریخی جواب نے بادشاہ روم کے حوصلے پست کر دیئے اور وہ مسلمانوں کے باہمی جھگڑے سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا ان گذارشات کے بعد ایک بار پھر یہ عرض کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ اور بزرگان دین کے تذکرہ کا اصل مقصد ان سے راہ نمائی حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

------ بقیہ: علم حدیث اور آج کے مسائل ------

کے عام و متعارف مباحث کے علاوہ اجتماعیات و اقتصادیات کے غیر متعارف اور حد درجہ مفید مباحث اپنی تصانیف میں پھیلا دیے' آج حجۃ اللہ کو اٹھا کر دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حنفی ہونے کے باوجود ان کی نگاہ میں مسائل فروعی کو کیا اہمیت حاصل ہے۔

بہر حال سلف کی خدمات کے پورے اعتراف کے ساتھ اگر صورت حال کو اس نظر سے دیکھا جائے تو خدمت حدیث کا یہ گوشہ مجموعی طور پر خالی نظر آتا ہے اور بلاشبہ وقت کی شدید ترین ضروریات میں یہ اہم ترین ضرورت باقی ہے کہ اس وقت احادیث نبویہ پر اس نقطہ نظر سے دوبارہ نظر ڈالی جائے کہ بین الاقوامی اور اجتماعی مسائل میں دین کامل کی ہدایات کیا ہیں اور فرمودات نبوی میں وقت کے نئے نئے تقاضوں اور الجھنوں کا کیا حل پیش کیا گیا ہے۔ کسی زمانہ میں عدم اہمیت کی وجہ سے اگر ترتیب و تدوین احادیث کا یہ طریقہ بروئے کار نہیں لایا گیا تو اس دور کی ضرورتوں کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ایسے چھپے اور دبے ہوئے' عنوانات ابھارے جائیں' ان کو اسلوب جدید کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ تا کہ ایک جامع اور مرتب ذخیرہ احادیث سامنے آجائے۔ (بہ شکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ)